رِستے پانی کی آواز

تحقیق و تحریر: دانیال ندیم

پیشکش: سوک فریمز

تعاون: منارہ پالیسی اینڈ پریکٹس

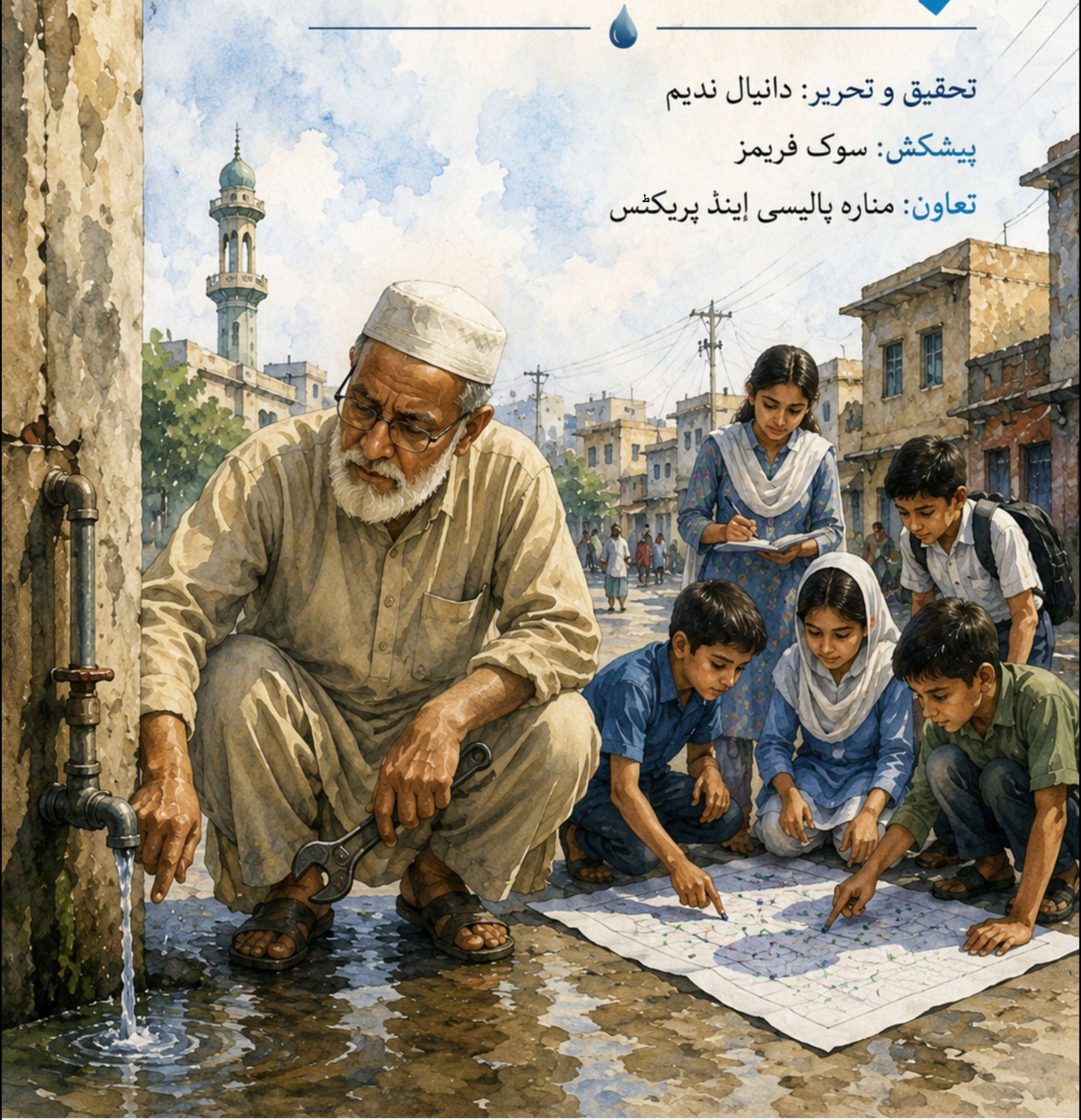

رستے پانی کی آواز

حاجی سلیم کو شہر کے نلوں کی زبان سمجھ آتی تھی۔

چالیس برس تک وہ پانی کی لائنیں بچھاتا، جوڑ ٹھیک کرتا اور ٹوٹی ہوئی ٹونٹیوں کی مرمت کرتا رہا تھا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی جب کسی گلی سے گزرتا تو زمین پر پھیلی نمی، دیوار کی کائی یا پائپ کی دبی ہوئی سیٹی سن کر اندازہ لگا لیتا کہ پانی کہاں سے نکل رہا ہے۔

"پانی بولتا ہے،" وہ بچوں سے کہتا، "بس ہم سننا چھوڑ دیتے ہیں۔"

اس صبح وہ محلے کی مسجد کے باہر سے گزرا تو سڑک کے کنارے پانی کی باریک دھار بہہ رہی تھی۔ آسمان صاف تھا اور بارش کئی دن سے نہیں ہوئی تھی۔ اس نے جھک کر زمین چھوئی، پھر دیوار کے ساتھ لگا پرانا پائپ دیکھا۔

"یہ رساؤ نیا نہیں،" اس نے خود سے کہا۔

قریب کھڑے دکاندار نے بے پروائی سے جواب دیا، "سرکاری پانی ہے، حاجی صاحب۔ بہنے دیں۔"

سلیم نے اسے گھور کر دیکھا۔ "سرکاری پانی کس کے گھر سے آتا ہے؟"

دکاندار ہنس دیا۔ "آپ اب بھی ہر نل کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔"

اسی روز دوپہر کو محلے کے کئی گھروں میں پانی نہ آیا۔ لوگ خالی بالٹیاں لے کر گلی میں نکل آئے۔ کوئی پمپ کو برا کہہ رہا تھا، کوئی پانی کے محکمے کو، اور کوئی اوپر والی آبادی کے لوگوں کو، جن پر زیادہ پانی کھینچنے کا الزام تھا۔

نادیہ، جو قریبی اسکول میں پڑھاتی تھی، اپنے طلبہ کے ساتھ وہاں سے گزر رہی تھی۔ بچوں نے سڑک پر بہتے پانی اور عورتوں کے خالی برتن ایک ساتھ دیکھے تو رک گئے۔

ایک بچے نے پوچھا، "سر، اگر پانی کم ہے تو یہ سڑک پر کیوں بہہ رہا ہے؟"

سلیم نے کہا، "کیونکہ ایک جگہ پانی ضائع ہو رہا ہے اور دوسری جگہ پہنچ نہیں رہا۔"

نادیہ نے اس جملے کو سبق بنا لیا۔ اگلے دن اس نے بچوں سے کہا کہ وہ اپنے محلے میں ایسے مقامات تلاش کریں جہاں پانی بہہ رہا ہو، ٹونٹی ٹپک رہی ہو، پائپ ٹوٹا ہو یا غیر ضروری استعمال ہو رہا ہو۔

بچے کاغذ اور پنسل لے کر گلیوں میں نکلے۔ کسی نے اسکول کی ٹوٹی ٹونٹی کا نشان لگایا، کسی نے پارک کے پاس رسنے والی لائن کا۔ ایک لڑکی نے بتایا کہ اس کے گھر کے سامنے نل رات بھر کھلا رہتا ہے کیونکہ بند کرنے والا والو خراب ہے۔

دو دن میں نقشے پر نیلے نشان پھیل گئے۔

نادیہ بچوں کو حاجی سلیم کے گھر لے گئی۔ اس نے نقشہ دیکھا، عینک اتاری اور دیر تک خاموش رہا۔

"یہ تو پورے محلے کی خبر ہے،" اس نے کہا، "لیکن خبر دینے والا کوئی نہیں۔"

"محکمے کو فون کر دیں،" ایک بچے نے کہا۔

سلیم نے پرانا موبائل اٹھایا۔ نمبر ملایا۔ شکایت درج ہوئی، مگر جواب آیا کہ عملہ محدود ہے اور مرمت میں وقت لگے گا۔

ایک ہفتہ گزر گیا۔ مسجد کے باہر والی دھار پہلے سے چوڑی ہو گئی۔ کچھ لوگوں نے شکایت کی کہ بچوں کی مہم سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

دکاندار نے طنز کیا، "دیکھا حاجی صاحب؟ پانی نقشے سے نہیں رکتا۔"

سلیم نے سکون سے کہا، "نقشہ پانی نہیں روکتا، مگر یہ بتاتا ہے کہ کام کہاں سے شروع کرنا ہے۔"

اس نے محلے کی کمیٹی بلائی۔ پانی کے محکمے کے مقامی افسر، عمران، کو بھی دعوت دی گئی۔ عمران پہلے تو دفاعی انداز میں بولا۔

"ہمیں روز درجنوں شکایات ملتی ہیں۔ ہر جگہ فورا پہنچنا ممکن نہیں۔"

سلیم نے بچوں کا نقشہ اس کے سامنے رکھ دیا۔ "ہم آپ سے معجزہ نہیں مانگ رہے۔ صرف یہ چاہتے ہیں کہ بڑی خرابی پہلے درست ہو، اور ہمیں معلوم ہو کہ شکایت کہاں تک پہنچی ہے۔"

نادیہ نے کہا، "لوگوں کو بھی ذمہ داری لینی ہوگی۔ ہر رساؤ محکمے کا مسئلہ ہے، مگر ہر کھلا نل محکمے کا قصور نہیں۔"

ایک عورت نے اعتراض کیا، "ہم بل دیتے ہیں، پھر نگرانی بھی ہم کریں؟"

عمران نے جواب دیا، "مرمت ہماری ذمہ داری ہے۔ مگر شہر کی ہر گلی میں ہمارا آدمی نہیں ہو سکتا۔ بروقت اطلاع سے نقصان کم ہو سکتا ہے۔"

بحث کے بعد ایک سادہ نظام بنایا گیا۔ محلے میں ایک رجسٹر رکھا گیا جس میں رساؤ کی جگہ، تاریخ اور شکایت نمبر لکھا جاتا۔ بچوں نے ہر مقام کی تصویر بنانا شروع کی۔ بڑی خرابیوں کی فہرست ہفتہ وار دفتر بھیجی جاتی۔ چھوٹی ٹونٹیوں اور گھریلو والوز کی مرمت کے لیے حاجی سلیم نے چند نوجوانوں کو بنیادی کام سکھانا شروع کیا۔

پہلی بڑی مرمت مسجد کے باہر ہوئی۔ جب زمین کھودی گئی تو پرانا پائپ کئی جگہ سے پھٹا ہوا نکلا۔ عمران نے بتایا کہ مسلسل رساؤ سے صرف پانی ضائع نہیں ہو رہا تھا، بلکہ لائن کا دباؤ بھی کم ہو رہا تھا، اسی لیے دور کے گھروں تک پانی نہیں پہنچتا تھا۔

مرمت مکمل ہوئی تو گلی خشک ہونے لگی۔ اگلی صبح صبا بی بی کے گھر، جہاں کئی دن سے پانی بہت کم آ رہا تھا، نل کا دھارا بہتر تھا۔

اس نے بالٹی بھرتے ہوئے کہا، "ایک پائپ ٹھیک ہوا تو ہمارے گھر بھی پانی آ گیا۔"

مہم آہستہ آہستہ دوسرے محلوں تک پھیل گئی۔ ہر جگہ کامیابی یکساں نہ تھی۔ کچھ شکایات دیر سے حل ہوئیں، کچھ پائپ دوبارہ ٹوٹ گئے، اور کئی لوگ اب بھی گاڑیاں دھوتے وقت نل کھلا چھوڑ دیتے تھے۔

ایک دن ایک بچے نے حاجی سلیم سے پوچھا، "کیا اب پانی ضائع ہونا بند ہو جائے گا؟"

سلیم نے کہا، "نہیں۔ کوئی شہر ایک دن میں نہیں سیکھتا۔ مگر اب پانی ضائع ہو تو کم از کم خاموشی سے نہیں بہے گا۔"

شام کو وہ اسی گلی سے گزرا جہاں پہلے پانی مسلسل بہتا تھا۔ زمین خشک تھی۔ دیوار کی کائی اب بھی موجود تھی، مگر نئی نمی نہیں تھی۔

قریب نصب تختی پر لکھا تھا:

"رساؤ دیکھیں تو خبر دیں، پانی سب کا ہے۔"

رستے پانی کی آواز

سلیم نے تختی پڑھی اور مسکرا دیا۔

اسے معلوم تھا کہ شہر نے ابھی پانی بچانا پوری طرح نہیں سیکھا۔

مگر اس نے رستے پانی کی آواز سننا شروع کر دی تھی۔

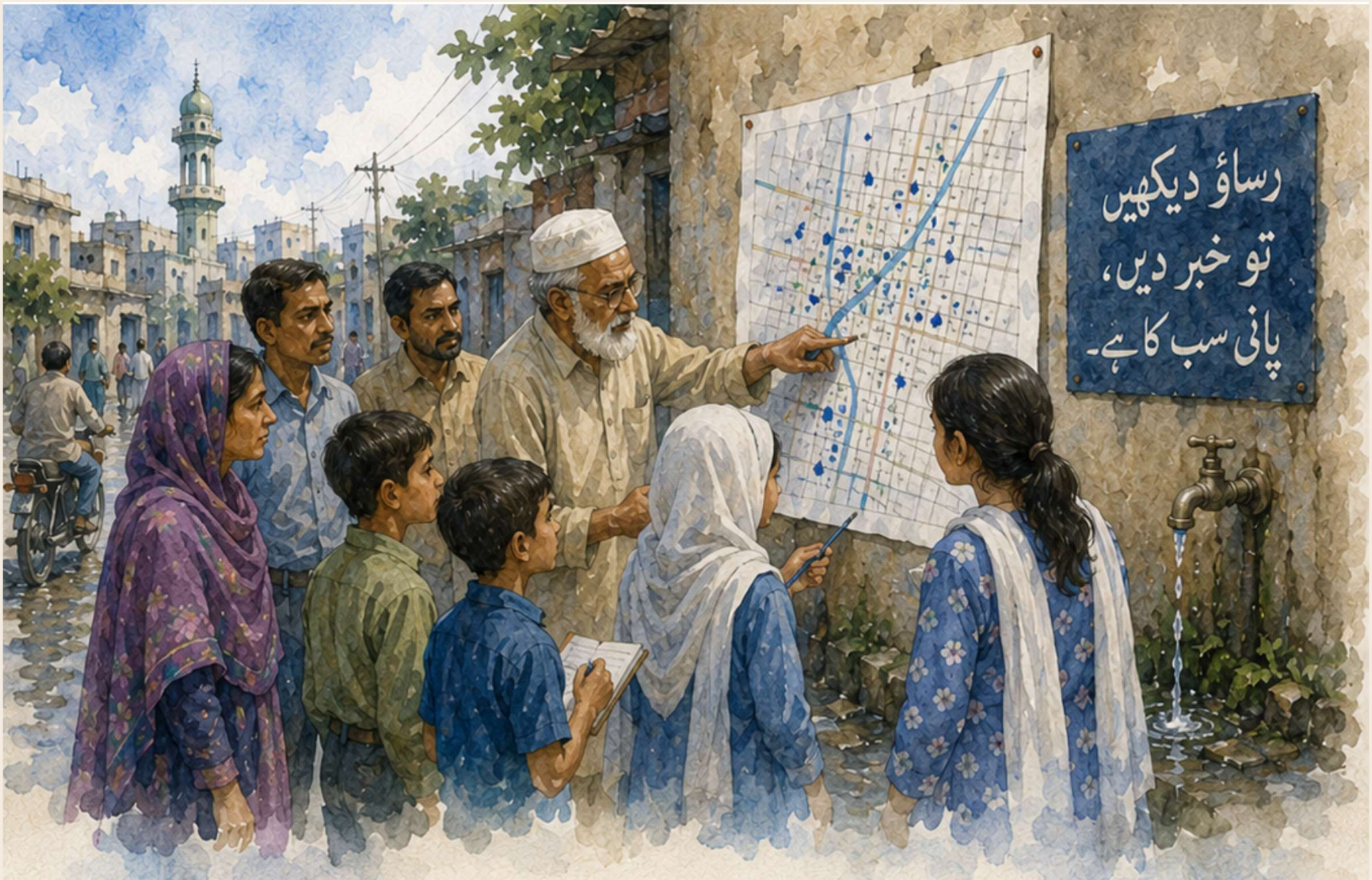

ماخذی نوٹ

یہ کہانی World Bank کی رپورٹ "Continental Drying: A Threat to Our Common Future" میں بیان کردہ شواہد، مشاہدات اور بنیادی نکات سے اخذ کی گئی ہے۔ اس کا مقصد رپورٹ میں پیش کیے گئے مسائل کو عام قارئین کے لیے ایک بیانیہ انداز میں پیش کرنا ہے۔

کہانی رپورٹ کے اس تجزیے سے متاثر ہے کہ شہری علاقوں میں پانی کی قلت صرف پانی کی کمی سے نہیں بلکہ پرانی یا کمزور آبی ترسیلی لائنوں، رساو، ناقص نگرانی، غیر مؤثر شکایتی نظام اور شہری پانی کے کمزور انتظام سے بھی پیدا ہوتی ہے۔

رپورٹ پانی کے ضیاع میں کمی، reduction leakage، شفاف مقامی ڈیٹا، شہری سطح پر نگرانی، پانی کے بہتر حساب اور اداروں و شہریوں کے مشترکہ کردار کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔

اس کہانی کے تمام کردار، محلہ، مکالمے اور واقعات مکمل طور پر فرضی ہیں۔

MANĀRA
POLICY & PRACTICE

www.civicframes.org
www.manarapolicy.com

CIVIC FRAMES
lighting the Path